٧٨٦
٩٢

اِنَّ صَلٰوتِی وَنُسُکِی وَمَحیَایَ وَمَمَاتِی لِلّٰہِ رَبِّ العٰلَمِین

بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا و مرنا اللہ رب العالمین کے لئے ہے۔

قربانی کے احکام اور مسائل پر مشتمل اپنی نوعیت کی بہترین کتاب

امداد الربانی فی مسائل القربانی

تالیف

استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا حافظ سید عاصم شہزاد شاہ
مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

ناشر

مکتبہ گنبد خضراء • لاہور • پاکستان۔ فون: 0300-4305980

اِنَّ صَلاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ .

بے شک میری نماز اور میری قربانی، میری زندگی اور موت اللہ رب العالمین کے لئے ہے۔

قربانی، عقیقہ اور نماز عیدین کے مسائل و احکام پر اپنی نوعیت کی بہترین کتاب

امداد الربانی
فی
مسائل القربانی

تالیف :

استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا حافظ

سید عاصم شہزاد شاہ

مدرّس جامعہ نظامیہ رضویہ لوہاری گیٹ لاہور

ناشر :

مکتبہ گنبد خضریٰ لاہور، پاکستان

نام کتاب .... امداد الربانی فی مسائل القربانی

تالیف .... سید عاصم شہزاد

پروف ریڈنگ .... سید اجمل حسین گیلانی

کمپوزنگ .... محمد کاشف جمیل

صفحات 56

ھدیہ .... 18 روپے

ناشر .... مکتبہ گنبدِ خضریٰ، لاہور

تاریخ اشاعت اوّل 28.1.2004

تاریخ اشاعتِ دوم 13.1.2005

ملنے کے پتے :

مکتبہ اہلسنت جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور

فون نمبر: 7634478 -042

مکتبہ شبیر برادرز اردو بازار لاہور

فون نمبر: 7246006 - 042



الاهداء

بندۂ ناچیز اپنی اس تالیف کو سید الانبیاء حبیبِ کبریاء احمدِ مجتبیٰ **محمد مصطفی** ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں بصدِ عجز و نیاز بطور ہدیہ پیش کرتا ہے۔ جن کے فیضانِ علم و عرفان سے ظلمتِ جہاں کافور ہوئی۔

اپنے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ سے اللہ خالقِ کائنات کے خلیل **حضرت ابراهیم** علیہ السلام کی بارگاہِ اقدس میں پیش کرتا ہے۔ جن کی سنت کو ربِّ جلیل نے قربانی کی صورت میں رہتی دنیا تک جاری فرمادیا۔ جن کی سنت قربانی کے ذریعے مسلمانوں کے دل میں جذبۂ اطاعت کو قوت بخشی۔

بندۂ ناچیز اس حقیر سی کوشش کو ان مقدس ہستیوں کی بارگاہ میں ان جذبات کے ساتھ پیش کرتا ہے۔

سوئے دریا تحفہ آوردم صدف
گر قبول افتدز ہے عز و شرف

اللہ تعالیٰ ہماری سعی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین

سید عاصم شہزاد

☆......☆......☆......☆......☆

حسنِ ترتیب

یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آدابِ فرزندی

مقدمہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ .

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِىۡ اَبۡدَعَ الۡاَفۡلَاکَ وَالۡاَرۡضِيۡنَ وَالصَّلٰوةُ عَلٰى مَنۡ كَانَ نَبِيًّا وَّآدَمُ بَيۡنَ الۡمَاءِ وَالطِّيۡنِ وَ عَلٰى آلِهٖ وَاَصۡحَابِهٖ اَجۡمَعِيۡنَ.

اَمَّا بَعۡدُ. فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ . بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ. قُلۡ اِنَّ صَلَاتِىۡ وَنُسُكِىۡ وَمَحۡيَایَ وَ مَمَاتِىۡ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ . صَدَقَ اللّٰهُ مَوۡلَانَا الۡعَظِيۡمِ وَ بَلَّغَنَا رَسُوۡلُهُ النَّبِىُّ الۡكَرِيۡمُ الۡاَمِيۡنَ.

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق
عقل تھی محوِ تماشائے لب بام ابھی

حمد بے حساب وشکر بے قیاس اس منعمِ حقیقی کا جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذریعے ہمیں قربانی جیسی نعمت عطا فرمائی ۔ پھر اس نعمت کو ہماری بخشش کا ذریعہ بنادیا۔اپنی بارگاہ تک رسائی کا ذریعہ بنادیا۔ بے حدوحساب حمدوثناء ہواس ذات پر جس نے ہمیں اپنے انبیاء کے ذریعے ہدایت وراہنمائی نصیب فرمائی ۔خوب درودوسلام ہوں اللہ کے حبیب پر جس کی آمد ہمارے لئے باعثِ نجات بنی۔

اللہ تعالیٰ جو تمام انسانوں کا خالق ہے، مالک ہے، پوری کائنات کا نظام اس کی قدرت کے تحت ہے۔ تمام انسانوں کے دل و روح اس ذات کے قبضہ و اختیار میں ہیں، تمام انسان اپنے ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں اور ہر ضرورت اور حاجت اسی کی بارگاہ سے وابستہ ہے۔ انسان کی خواہشوں کی تکمیل، اس کے ارادوں اور تمناؤں کا محور وہی ذات ہے۔ دنیا جہان کی تمام نعمتیں اسی ذات سے متعلق ہیں۔ ہمارے دل و دماغ، ہماری آنکھیں، ہماری سوچ ہمارے دن و رات، ہماری زندگی اور موت، ہمارا ہر عمل سب اسی کی ملکیت میں ہیں۔ سب اسی کی مشیت کا کرشمہ ہے۔

جب حقیقت یہ ہے کہ تمام چیزوں کا مالک اللہ تعالیٰ ہے اور ہمارے پاس جو کچھ ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہے تو جب وہ مالک ہم سے اپنی عطا کردہ چیز مانگے خواہ مال مانگے خواہ جان مانگے ہمیں فوراً وہ شے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کر دینی چاہیے اس جذبہ کے ساتھ جو جذبہ ہمیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دیا...... اس جذبہ کے ساتھ جو جذبہ ہمیں حضرت اسماعیل علیہ السلام نے دیا۔ اس جذبہ کے ساتھ جو ہمیں اللہ کے حبیب نے دیا۔

رب کائنات نے جب اپنے خلیل سے ان کے جواں سال بیٹے کی قربانی مانگی تو اپنے بیٹے کو، بیٹا عطا کرنے والے مالک کی بارگاہ میں پیش کر دیا ۔ اپنے بیٹے کو بحکم خداوندی لٹا کر اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ کر اور اپنے لختِ جگر

کے گلے پہ چھری چلا کر رہتی دنیا تک انسانوں کو یہ درس دے دیا۔ یہ پیغام پہنچا دیا کہ اے انسانوں جب رب کائنات مال مانگے تو اس کی بارگاہ میں مال پیش کرنے سے دریغ نہ کرنا وہ مالک جب جان مانگے تو جان کو اس کی رضا پر قربان کرنے میں ذرا تأمل و تأخر نہ کرنا۔ وہ خالق تم سے تمہارے جواں بیٹے کی قربانی مانگے تو اس کی بارگاہ میں قربان کرنے میں میری پیروی کرنا۔ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام ہمیں یہ درس دے گئے کہ اللہ رب کائنات کی رضا انسان کا مقصدِ حیات ہے مومن کو ساری کائنات کی چیزوں سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی رضا ہونی چاہیے۔ بندہ مومن اپنے ہر عمل کو حکمِ خداوندی کے تابع کر دے۔

اس کا ہر عمل اپنے مالک کی رضا جوئی کے جذبہ سے سرشار ہو۔ ہر وقت اپنے پیش نظر پیارے آقا علیہ السلام کی اطاعت رہے۔ اور جب قربانی کرے تو اس جذبہ کے ساتھ جو حضور نے بحکم ربانی ہمیں دیا۔ فرمایا قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ .

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے فیضانِ تربیت سے مستفید فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

طالب دعا :

سید عاصم شہزاد

مدرّس جامعہ نظامیہ رضویہ لوہاری گیٹ لاہور



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فضائل قربانی

دینِ اسلام میں قربانی کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ یہ ایک ایسا عمل ہے جس کے ذریعے اللہ رب العزت کا قرب حاصل ہوتا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کی قربت مومن کی منزل مقصود ہے۔ قربِ خداوندی مومن کے حق میں دنیا وعقبیٰ میں کامیابی کی دلیل ہے۔ گویا بندۂ مومن قربِ خداوندی سے بہرہ ور ہونے کے لئے قربانی کو اختیار کرتا ہے۔ چنانچہ بندۂ مومن قربانی کے ذریعے اس مقام رفیع پر فائز ہوکر دنیا وآخرت میں سرخرو ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کتاب وسنت میں قربانی کرنے کی خوب ترغیب دی گئی ہے۔

اسلامی معاشرے میں تعمیری طور پر اس کے بے شمار فوائد ہیں۔ قربانی کے مقاصد میں ایک اہم مقصد یہ بھی ہے کہ انسانی افکار واعمال میں جذبۂ اطاعت پیدا کیا جائے۔ اسی جذبۂ خیر کو بیدار کرنے کے لئے مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ سال میں ایک مرتبہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اپنی طرف سے جانور کو قربان کریں۔

جانور کو قربان کرنے سے یہ شعور پیدا ہوتا ہے کہ جو کچھ انسان کے پاس ہے وہ اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ہے۔ وہ مالک اپنے عطا کردہ مال کو اپنی راہ میں خرچ کرنے کا حکم فرمائے تو بلا چوں وچرا خوش دلی سے ربّ کائنات کی بارگاہ میں حاضر کر دیا جائے، قربانی کے عمل سے جذباتِ خیر، اطاعتِ خداوندی، قربتِ خداوندی جیسے فوائد حاصل

ہونے کے ساتھ مزید یہ کہ اجر وثواب کا وسیع خزانہ بھی حاصل ہوتا ہے جس کی دلیل درج ذیل ہے۔

(۱) مقبول عمل:۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَا عَمِلَ ابْنُ آدَمَ مِنْ عَمَلٍ يَوْمَ النَّحْرِ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ اِهْرَاقِ الدَّمِ وَ اِنَّهُ لَيَأْتِي يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِقُرُوْنِهَا وَ اَشْعَارِهَا وَ اَظْلَافِهَا وَاِنَّ الدَّمَ لَيَقَعُ مِنَ اللّٰهِ بِمَكَانٍ قَبْلَ اَنْ يَقَعَ بِالْاَرْضِ فَطِيْبُوْا بِهَا نَفْسًا.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قربانی کے دن اللہ تعالیٰ کو خون بہانے سے زیادہ بندے کا کوئی عمل محبوب نہیں اور وہ جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں اور کھروں سمیت آئے گا اور بے شک (جانور) کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک بلند درجہ حاصل کر لیتا ہے۔ تو تمہیں خوش دلی سے قربانی کرنی چاہیے۔

(ابوداؤد (ابن ماجہ) جامع ترمذی، کتاب الاضحیہ، ص ۱۸۰)

حبیب کبریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشادِ ذیشان سے معلوم ہوا کہ قربانی وہ عمل ہے جو اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ مضمونِ حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ قیامت کے دن قربانی کا جانور بنفسِ نفیس بندے کی خدمت میں حاضر ہوگا۔ اور بندہ اس جانور کے ذریعے پل صراط کو عبور کرے گا۔

قربانی عند اللہ کتنا محبوب عمل ہے اس کا اندازہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

ارشادِ پاک میں ان الفاظ سے ہوتا ہے، فرمایا: اِنَّ الدَّمَ لَیَقَعُ مِنَ اللّٰہِ بِمَکَانٍ قَبْلَ اَنْ یَّقَعَ بِالْاَرْضِ ۔ (قربانی کے جانور کا قطرۂ خون زمین پر گرنے سے پہلے مقامِ قبولیت تک پہنچ جاتا ہے)

(۲) ہر بال کے عوض نیکی:۔

عَنْ زَیْدِ ابْنِ اَرْقَم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا ھٰذِہِ الْاَضَاحِیُ قَالَ سُنَّۃُ اَبِیْکُمْ اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالُوْا فَمَالَنَا فِیْھَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ بِکُلِّ شَعْرَۃٍ حَسَنَۃٌ قَالُوْا فَالصُّوْفُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ بِکُلِّ شَعْرَۃٍ مِنَ الصُّوْفِ حَسَنَۃٌ ۔

ترجمہ: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ قربانی کیا شے ہے؟ آپ نے یہ فرمایا یہ تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے، صحابہ نے عرض کیا تو اس قربانی سے ہمیں کیا (ثواب) ملے گا۔ آپ نے فرمایا ہر بال کے عوض ایک نیکی۔

صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ! اُون کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا اون کے ہر بال کے عوض بھی ایک نیکی ہے۔ (ابن ماجہ)

(۳) گناہوں کی معافی:۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَا فَاطِمَۃَ قُوْمِیْ اِلٰی اُضْحِیَّتِکِ فَاشْھَدِیْھَا فَاِنَّ لَکِ بِاَوَّلِ قَطْرَۃٍ تَقْطُرُ مِنْ دَمِھَا اَنْ یُّغْفَرَ لَکِ سَلَفَ مِنْ ذُنُوْبِکِ قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلَنَا خَاصَّۃً اَوْ

لَنَا وَ لِلْمُسْلِمِیْنَ .(ترغیب و ترھیب)

ترجمہ: حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے اپنی (لخت جگر) حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا اے فاطمہ کھڑی ہو اپنی قربانی کے پاس حاضر ہو جاؤ، کیونکہ اس کے خون کے پہلے قطرے کی وجہ سے تمہارے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے، عرض کی یارسول اللہ! کیا یہ ہمارے (اہل بیت) کے ساتھ خاص ہے یا سب مسلمانوں کے لئے۔آپ نے فرمایا یہ فضیلت ہمارے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے ہے۔

قربانی کی سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ قربانی کرنے والے کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، کیونکہ قربانی کرنے میں رضائے الٰہی مقصود ہوتی ہے۔

ہر وہ عمل جس میں نیت خالص رضائے الٰہی کا حاصل کرنا ہو اس عمل سے اللہ تعالیٰ راضی ہو جاتا ہے۔ جب وہ مالک راضی ہوتا ہے تو اپنے بندے کی بخشش فرما دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کیونکہ قادرِ مطلق ہے وہ چاہے تو زندگی بھر کے گناہوں کو ایک نیکی کے سبب معاف فرما دے۔ یہی وجہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قربانی پیش کی جاتی ہے تو قطرۂ خون کے زمین پر گرنے سے پہلے قربانی کرنے والے کی بخشش ہو جاتی ہے اس کے سابقہ تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ یوں قربانی کر کے بندہ دوزخ کی آگ سے نجات پا لیتا ہے اس بات کی تائید حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد سے بھی ہوتی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے خوش دلی سے طالب ثواب ہو کر قربانی کی وہ (قربانی) آتش جہنم سے حجاب (رکاوٹ) ہو جائے گی“۔ (طبرانی)

قربانی سے حصولِ تقویٰ :

قربانی قربِ خداوندی کا ایک اہم ذریعہ ہے اور اللہ تعالیٰ کا قرب تب حاصل ہوگا جب اعمالِ صالحہ ریا کاری سے پاک ہوں۔

اعمالِ خیر سے شہرت مقصود نہ ہو، لوگوں کی نگاہوں میں عزت دار بننا، اپنی سخاوت کی دھوم مچانا مقصود نہ ہو بلکہ صرف اور صرف رضائے الٰہی پیش نظر ہو۔ نیت خالص ہو تو کم قیمت والے جانور کی قربانی بھی شرف قبولیت حاصل کر لیتی ہے جب نیت خالص نہ ہو تو بیش قیمت جانور کی قربانی بھی رائیگاں جاتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں عمل وہ مقبول ہے جس میں نیت خالص ہے۔ اعمال کی روح نیت ہے۔ نیت پر ہی عمل کا دارومدار ہوتا ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تمہارے دوسرے اعمال کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دل اور کردار کو دیکھتا ہے، اسی مفہوم کو قرآن نے یوں واضح کیا۔

حکمِ قرآنی :۔

لَنْ يَنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَ لٰكِنْ يَنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ .

اللہ تعالیٰ کو جانوروں کا گوشت اور خون ہرگز نہیں پہنچتا بلکہ اللہ تعالیٰ کو تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔

اس آیت مبارکہ میں بھی خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے جانور کو ذبح کرنے کی ترغیب دی ہے۔ مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو قربانیوں کے گوشت اور خون کی حاجت نہیں وہ تو صرف یہ دیکھتا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے جانور ذبح کرتے

ہو یا کسی اور مقصد کے لئے ذبح کرتے ہو۔ بسا اوقات عملِ خیر نیت کی خرابی سے باطل ہو جاتا ہے یا محض نیتِ خیر سے اجر و ثواب حاصل ہو جاتا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ''میری امت میں ایسے شہیدوں کی کمی نہیں جو بستر پر فوت ہوتے ہیں اور بہت سے لوگ وہ ہیں جو دو صفوں کے بیچ میں مارے جاتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ ان کی نیت کو خوب جانتا ہے۔ اور فرمایا: ''بندہ بہت سے نیک کام کرتا ہے جنہیں فرشتے بڑی اہمیت دیتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے کہ انہیں نامۂ اعمال سے نکال دو کہ یہ میرے لئے نہیں کئے گئے۔ اور فلاں فلاں کام اس کے نامۂ اعمال میں لکھو فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اس نے یہ عمل تو نہیں کئے ارشاد ہوتا ہے کہ ان اعمال کی نیت کی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں صدق نیت و اخلاص کی دولت سے بہرہ ور فرمائے۔



یہ فیضانِ نظر تھا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آدابِ فرزندی



احکاماتِ قربانی

قربانی کی اقسام :۔

قربانی کی دو قسمیں ہیں:۔

ایک وہ قربانی ہے جو حجاجِ کرام مکہ مکرمہ (منیٰ) میں کرتے ہیں اس کو "ھدیٰ" کہا جاتا ہے۔

اور دوسری قسم وہ قربانی ہے جو تمام (صاحب استطاعت) دنیا کے کونے کونے میں کرتے ہیں اس کو "اُضحِیَّۃ" کہا جاتا ہے ۔

پہلی قسم کی قربانی مکہ مکرمہ کے ساتھ خاص ہے یہ قربانی حرمِ پاک سے باہر نہیں ہوسکتی۔ جبکہ دوسری قسم کی قربانی ہر جگہ ہوسکتی ہے۔

قربانی کس پر واجب ہے:۔

قربانی ہر آزاد، مسلمان، مقیم، صاحب نصاب پر قربانی کے دنوں میں اپنی طرف سے ایک جانور کو ذبح کرنا واجب ہے۔

وجوبِ قربانی پر قرآن وسنت سے دلائل :

وہ دلائل جن سے قربانی کا وجوب ثابت ہوتا ہے درج ذیل ہیں۔

(۱) ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ . (الکوثر، پارہ نمبر۳۰)

ترجمہ: پس نماز پڑھیے اپنے رب کے لئے اور قربانی دیجئے۔

اس آیت مبارکہ میں آنے والے لفظ " انحر " کی تحقیق یہ ہے کہ یہ لفظ " نحر " سے ماخوذ ہے جس کا معنی قربانی کرنے کے ہیں، نحر سینے کے اس بالائی حصہ کا نام ہے جہاں قلادہ پڑا رہتا ہے۔ اور اسی اعتبار سے " نحر " کے معنی سینے پر مارنے یا ذبح کرنے کے آتے ہیں۔

اکثر مفسرین کے نزدیک " انحر " سے مراد قربانی کرنا ہے۔ ابن عباس، عطا، مجاہد، عکرمہ، حسن بصری، قتادہ، ضحاک، ربیع، عطا خراسانی، اسماعیل ابن ابی خالد اور سلف کی ایک بڑی جماعت کا یہی قول ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

(۲) حدیث رسول ﷺ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ كَانَ لَهٗ سِعَةٌ وَ لَمْ یُضَحِّ فَلاَ یَقْرِبَنَّ مُصَلَّا نَا . (ابن ماجه)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ جس میں طاقت ہو اور پھر وہ قربانی نہ کرے تو وہ ہمارے مصلّی (عیدگاہ) کے قریب نہ آئے۔

اس حدیث پاک میں کشادہ دست، صاحبِ استطاعت شخص کو قربانی نہ کرنے پر وعید سنائی، اس طرح کی وعید اور سرزنش ترکِ واجب کے سبب وارد ہوتی ہے۔ (ہدایہ اخیرین، کتاب الاضحیۃ صفحہ نمبر ۴۴۱)

لہذا حدیث پاک سے یہ ثابت ہوا کہ قربانی واجب ہے۔

شرائط وجوب:

قربانی واجب ہونے کی شرائط درج ذیل ہیں۔

۱ مسلمان ہونا (کافر پر قربانی واجب نہیں)

۲ مقیم ہونا (مسافر پر قربانی واجب نہیں) البتہ نفلی طور پر قربانی کرے تو ثواب پائے گا۔

۳ مالدار ہونا یعنی صاحبِ نصاب ہو۔

۴ آزاد ہونا (غلام پر قربانی واجب نہیں)

امام قدوری رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ بالا شرائط کو یوں بیان فرمایا:

اَلاُضْحِيَّةُ وَاجِبَةٌ عَلٰى كُلِّ حُرٍّ مُسْلِمٍ مُقِيْمٍ مُوْسِرٍ فِيْ يَوْمِ الْاَضْحٰى يَذْبَحُ عَنْ نَفْسِهٖ .

ترجمہ: ہر آزاد، مسلمان، مقیم، موسر (صاحبِ نصاب) پر قربانی واجب ہے کہ وہ قربانی کے دن اپنی طرف سے ایک جانور ذبح کرے۔

بیوی اور اولاد کی طرف سے قربانی کا حکم:۔

باپ پر اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے قربانی واجب نہیں ہے۔ اگرچہ اس بچے کا اپنا مال ہی کیوں نہ ہو۔ اگر اس کی طرف سے قربانی کردی تو بہتر ہے۔

بالغ لڑکوں اور بیوی کی طرف سے حصہ ڈالنا چاہیں تو ان کی اجازت ضروری ہے۔ اگر بغیر اجازت ان کی طرف سے کردی تو ادا نہ ہوگی۔ (بہارِ شریعت)

صدقہ کردی تو یہ نا کافی ہے چنانچہ وہ شخص جس کے ذمہ قربانی واجب ہے وہ اپنے ذمہ سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتا جب تک قربانی نہ کرے اگر وہ قربانی کی بجائے کروڑوں روپیہ بھی صدقہ و خیرات کرے تب بھی قربانی اس کے ذمہ واجب رہے گی۔

وجہ یہ ہے کہ عمل وہی عند اللہ مقبول ہے جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں ہے اور قربانی کے دنوں میں قربانی کرنے کا حکم ہے۔

چنانچہ اس دن اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے محبوب عمل قربانی کرنا ہے لہٰذا اطاعت و فرمانبرداری کا حق تب ہی ادا ہوگا جب قربانی کی جائے۔

فقراء کی قربانی :۔

جو شخص صاحبِ نصاب ہو اس کو شرعی اصطلاح میں غنی کہتے ہیں اور جو صاحب نصاب نہ ہو اس کو فقیر کہتے ہیں۔ چنانچہ فقیر وہ ہے جو صاحبِ استطاعت نہ ہو،

اللہ تعالیٰ نے پیارے آقا کی امت کے ان فقراء کو اجر و ثواب سے محروم نہیں رکھا۔ ان کے جذبۂ قربانی اور شوق کو ضائع نہیں فرمایا بلکہ ان کو بھی عید سعید کے مبارک موقع پر قربانی کے اجر و ثواب کی بشارت سے نوازا۔ یہ بشارت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد سے ظاہر ہے۔

ارشادِ نبوی ﷺ :۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِرَجُلٍ اُمِرْتُ لِيَوْمِ الْاَضْحٰى عِيْداً جَعَلَهُ اللّٰهُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ فَقَالَ الرَّجُلُ اَرَءَيْتَ اِنْ لَمْ اَجِدْ اِلَّا مَنِيْحَةً اُنْثٰى اَفَاُضَحِّيْ بِهَا قَالَ لَا وَ لٰكِنْ تَاْخُذُ مِنْ

شِعْرِکَ وَ تُقَلِّمُ اَظْفَارَکَ وَ تَقُصُّ شَارِبَکَ وَ تَحْلُقُ عَانَتَکَ فَذَالِکَ تَمَامُ اُضْحِیَتِکَ عِنْدَ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ .(نسائی)

ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے ارشاد فرمایا۔ مجھے ذوالحجہ کی دسویں تاریخ کو عید کرنے کا حکم ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو میری امت کے لئے عید بنایا ہے اس نے عرض کی حضور اگر میرے پاس کچھ نہ ہو؟ حضور نے فرمایا نہیں بلکہ تم اپنے بال کٹواؤ، ناخن اتر واؤ اور مونچھوں کے بال چھوٹے کراؤ اور زیر ناف بالوں کو صاف کرو پس اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمہاری پوری قربانی یہ ہی ہے۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ وہ غرباء جو قربانی کی استطاعت نہیں رکھتے ان کے لئے قربانی کا ثواب اس میں ہے کہ وہ قربانی کے دن ناخن کاٹ لیں، مونچھوں کے بال پست کریں، بغلوں کے بالوں اور موئے زیر ناف کو صاف کریں۔

یہ ہی عمل اس شخص کے لئے مستحب ہے جس نے قربانی کرنی ہو کہ وہ ذوالحجہ کا چاند دیکھتے ہی ان افعال کو ترک کر دے پھر دس ذوالحجہ کو نماز عید کے بعد ان افعال کو بجا لائے۔

فقیر پر قربانی کا وجوب:۔

فقیر اگر قربانی کی نیت سے جانور خریدے تو اس پر اس جانور کی قربانی واجب ہو جاتی ہے یا فقیر قربانی کی منت مان لے مثلاً کہے کہ اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو اللہ تعالیٰ کے قربانی کروں گا۔

اگر وہ جانور جس کو قربانی کی نیت سے فقیر نے خریدا ہے گم ہو جائے پھر وہ دوسرا جانور خریدے۔ دوسرے کو خریدنے کے بعد پہلا بھی مل جائے تو دونوں کی قربانی واجب ہے کیونکہ فقیر نے دونوں جانوروں کو قربانی کی نیت سے خرید کر اپنے اوپر واجب کر لیا۔ اگر اس جانور کو فقیر ذبح نہ کر سکا اور قربانی کے دن گزر گئے تو اس جانور کو ذبح کرنے کے بعد صدقہ کرنا ضروری ہے۔

قربانی کا وقت:۔

قربانی کا وقت دسویں ذوالحجہ کے طلوع صبح صادق سے بارہویں کے غروب آفتاب تک ہے یعنی تین دن اور دو راتیں اور انہیں ایامِ نحر کہتے ہیں۔ (درمختار، ردالمختار)

دسویں کے بعد کی دونوں راتیں ایامِ نحر میں داخل ہیں ان میں بھی قربانی ہو سکتی ہے مگر رات میں ذبح کرنا مکروہ ہے۔ (عالمگیری)

دسویں تاریخ سب سے افضل ہے، پھر گیارہویں، پھر بارہویں تاریخ درجے کے اعتبار سے کم ہے۔

قربانی مقدّم کی جائے یا نماز:۔

اگر قربانی دیہات میں کرے تو دسویں کی صبح صادق طلوع ہونے کے بعد کر سکتا ہے کیونکہ دیہات میں نماز عید نہیں ہوتی۔

شہر میں قربانی کرے تو نمازِ عید کے بعد کرے، شہر میں نماز مقدم ہوگی اور قربانی مؤخر ہوگی۔ شہر میں اگر قربانی کو نماز سے پہلے کیا تو قربانی نہ ہوگی۔

جب تک امام نے سلام نہ پھیرا ہو قربانی نہ کرے اگر امام کے سلام پھیرنے

سے پہلے قربانی کر دی تو قربانی نہ ہوگی۔ (عالمگیری)

نمازِ عید سے پہلے قربانی کرنے والوں کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا:

(۱) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَاِنَّمَا ذَبَحَ لِنَفْسِهٖ وَ مَنْ ذَبَحَ بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَقَدْ تَمَّ نُسُكُهٗ وَ اَصَابَ سُنَّةَ الْمُسْلِمِیْنَ. (بخاری)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے نماز سے پہلے قربانی کی تو اس نے اپنے لئے کی اور جس نے نماز کے بعد قربانی کی تو اس کی قربانی پوری ہوئی اور اس نے مسلمانوں کے طریقے کو پالیا۔

(۲) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا ذَبَحَ یَوْمَ النَّحْرِ یُضَحِّیْ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَاَمَرَهُ النَّبِیُّ ﷺ اَنْ یُعِیْدَ. (ابن ماجه)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک شخص نے نماز سے پہلے قربانی کرڈالی تو حضور نے اسے دوبارہ قربانی کرنے کا حکم دیا۔

مذکورہ بالا احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ نمازِ عید سے پہلے قربانی نہیں ہوتی اگر کوئی کرے تو یہ اس کے لئے صرف گوشت ہے۔ یعنی اس کو گوشت حاصل ہوا قربانی کے اجر و ثواب اور اس کی دیگر فضیلتوں سے محروم رہا اور قربانی بھی اس کے ذمہ برقرار رہی۔ لہٰذا نمازِ عید سے پہلے قربانی کے جانور کو ذبح نہ کیا جائے۔

نوٹ: اگر شہر میں متعدد (کئی) جگہوں پر نمازِ عید قائم ہوتی ہو تو ضروری نہیں کہ تمام جگہ نمازِ عید ہو جائے پھر قربانی کرے بلکہ ایک جگہ نمازِ عید ہو جانا کافی ہے۔ جس شہر میں بالیقین ایک جگہ نمازِ عید ہو چکی ہو تو وہاں قربانی کرنا جائز ہے۔

قربانی کے جانور کے مسائل

قربانی کے جانور کی اقسام:۔

قربانی کے جانور تین قسم کے ہیں:

(۱) اونٹ (۲) گائے (۳) بکری

ہر قسم میں اس کی جتنی نوعیں ہیں سب داخل ہیں مثلاً بھیڑ اور دُنبہ بکری کی قسم میں داخل ہیں۔بھینس گائے کی قسم میں داخل ہے اور تمام جانوروں کے نر، مادہ، خصی، غیر خصی سب کا ایک حکم ہے یعنی سب کی قربانی ہو سکتی ہے۔(عالمگیری)

نیل گائے اور ہرن کی قربانی نہیں ہو سکتی یہ وحشی جانور ہیں۔

گھریلو جانور اور وحشی جانور کے ملاپ سے بچہ پیدا ہو تو اس پر حکم اس کی ماں کا لگے گا۔ماں بکری ہے تو قربانی جائز ہے اگر بچہ کی ماں ہرنی ہے تو اس کی قربانی جائز نہیں۔

جانور کتنی عمر کا ہو:۔

قربانی کے جانور کی عمر یہ ہونی چاہیے۔

اونٹ: پانچ سال کا ...... گائے: دو سال کی ...... بکری: ایک سال کی

اس سے کم عمر ہو تو قربانی جائز نہیں۔ہاں دُنبہ یا بھیڑ کا چھ ماہ کا بچہ دور سے دیکھنے میں ایک سال کا معلوم ہوتا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے۔(درمختار)

کون سا جانور افضل ہے:۔

جس جانور کی قیمت کم اور گوشت زیادہ ہو وہ دوسرے کم قیمت جانور اور کم گوشت والے جانور سے افضل ہے۔

ایسے ہی مینڈھا بھیڑ سے اور دنبہ دنبی سے افضل ہے جبکہ دونوں کا گوشت اور قیمت برابر ہو۔

بکری، بکرے سے افضل ہے مگر خصی بکرا، بکری سے افضل ہے۔

اونٹنی، اونٹ سے اور گائے، بیل سے افضل ہے بشرطیکہ گوشت اور قیمت میں برابر ہوں۔

جانور میں شراکت کے مسائل :۔

گائے اور اونٹ وغیرہ میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں سات سے زائد شریک نہیں ہو سکتے۔ سات سے کم ہوں تو جائز ہے۔ گائے، اونٹ وغیرہ میں سات افراد کی شرکت میں درج ذیل چند شرائط کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

☆ قربانی میں شریک ہونے والے تمام افراد کی نیت تقرب الی اللہ ہو۔ لہٰذا ان شرکاء میں کسی کی نیت عقیقہ کرنے کی یا حج کے سلسلے میں واجب ہونے والی قربانی کی ہو تو جائز ہے کہ یہ دیگر صورتیں بھی اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول پر مبنی ہیں۔ (درمختار، ردالمختار)

☆ ان شرکاء کا حصہ ساتویں حصہ سے کم نہ ہو۔ ساتوں کا حصہ مساوی ہو کسی کا ساتویں حصہ سے کم ہوگا تو قربانی سب کی باطل ہو جائے گی۔

☆ شرکاء میں اگر کوئی کافر یا بدمذہب ہو یا کسی کی نیت محض گوشت حاصل کرنا ہو تو سب کی قربانی نہ ہوگی۔

☆ سات آدمیوں نے مل کر گائے خریدی پھر ان میں سے کوئی ایک فوت ہو جائے تو اس کے ورثاء سے اجازت لینا ضروری ہے اگر اجازت نہ لی تو سب کی قربانی باطل ہو جائے گی۔

☆ جس جانور میں سات آدمی شریک ہوں تو ضروری ہے کہ گوشت سات برابر حصوں میں تقسیم کیا جائے۔ تقسیم کرنے کے لئے وزن کرلیا جائے۔ اندازہ سے نہ تقسیم کیا جائے۔ یہاں یہ خیال درست نہیں کہ ہر ایک اس کو دوسروں کے لئے جائز کر دے گا۔ (درمختار، ردالمختار)

قربانی کا جانور بے عیب ہو:۔

قربانی کا جانور بے عیب ہونا چاہیے۔ تھوڑا سا عیب ہو تو قربانی ہو جائے گی مگر مکروہ ہے زیادہ عیب ہو تو قربانی ہی نہیں ہوگی۔ (درمختار، ردالمختار)

وہ عیوب جن کی موجودگی میں قربانی نہیں ہوتی درج ذیل ہیں:۔

(۱) لنگڑا جانور جس کا لنگ ظاہر ہو۔ جو قربان گاہ تک نہ جا سکتا ہو اس کی قربانی جائز نہیں۔

(۲) بیمار۔ جس کی بیماری ظاہر ہو وہ قربانی کے لئے جائز نہیں۔

(۳) کانا۔ جس کا کانا پن ظاہر ہو۔ ایسے ہی اندھے جانور کی قربانی جائز نہیں لیکن بھینگے جانور کی قربانی جائز ہے۔

(۴) ایسا لاغر جس کی ہڈیوں پر مغز نہ ہو اس کی قربانی بھی جائز نہیں۔

(۵) وہ جانور جس کا سینگ مینگ تک ٹوٹا ہوا ہو اس کی قربانی جائز نہیں لیکن جس کے پیدائشی سینگ نہ ہوں اس کی جائز ہے۔

(۶) جس جانور کا کان یا دم یا چکی تہائی عضو سے زیادہ کٹا ہوا ہو اس کی قربانی ناجائز ہے ہاں تہائی عضو یا اس سے کم کٹا ہوا ہو تو جائز ہے۔

(۷) جس جانور کے پیدائشی کان نہ ہوں یا ایک کان نہ ہو تو قربانی اس کی ناجائز ہے ہاں اگر کان ہو مگر چھوٹے ہوں تو جائز ہے۔

(۸) جس جانور کے دانت نہ ہوں یا تھن کٹے ہوئے ہوں یا خشک ہوں تو اس کی قربانی ناجائز۔ بکری میں ایک خشک ہونا ناجائز ہونے کے لئے کافی ہے جبکہ بھینس وغیرہ میں دو خشک ہوں تو ناجائز ہے۔

(۹) جس جانور کی ناک کٹی ہو یا تھن علاج کے لئے خشک کر دیا اس کے علاوہ خنثیٰ جانور جس میں نر اور مادہ دونوں کی علامتیں ہوں اور جلالہ جو غلیظ کھاتا ہے ان سب کی قربانی ناجائز ہے۔ (درمختار)

(۱۰) جس جانور کا ایک پاؤں کاٹ لیا گیا ہو اس کی قربانی ناجائز ہے۔ لیکن جس کی اون کاٹ لی گئی ہو اس کی قربانی جائز ہے۔ (عالمگیری)

نوٹ: جانور خریدتے وقت عیب نہ تھا پھر پیدا ہو گیا اگر قربانی کرنے والا صاحب نصاب ہے تو دوسرا جانور خرید کر قربانی کرے۔

اگر فقیر ہے تو اسی کی قربانی کرے اس کے لئے جائز ہے اگر جانور مر گیا تو غنی کے لئے لازم ہے کہ دوسرے کی قربانی کرے اور فقیر پر لازم نہیں کہ دوسرا جانور

خرید کر قربانی کرے۔ اگر جانور گم ہو گیا یا چوری ہو گیا اور اس کی جگہ دوسرا جانور خرید لیا پھر پہلا بھی مل گیا تو غنی پر ایک لازم ہے دوسرا لازم نہیں کیونکہ اس پر اپنی طرف سے ایک جانور کی قربانی واجب ہے اب وہ جو چاہے قربانی کر دے۔

جبکہ فقیر پر دونوں کی قربانی واجب ہے کیونکہ اس نے دونوں جانوروں کو خریدتے ہوئے قربانی کی نیت کی جب فقیر قربانی کی نیت سے جانور خریدے تو اس پر اسی جانور کی قربانی واجب ہو جاتی ہے۔ اس نے دونوں کے خریدنے میں قربانی کی نیت کی لہذا دونوں کی قربانی اس پر واجب ہوگی۔

☆......☆......☆......☆......☆

مولای صل وسلم دائما ابدا

علی حبیبک خیر الخلق کلهم

محمد سید الکونین والثقلین

والفریقین من عرب ومن عجم

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆

ذبح کے احکام

قربانی کے جانور کو ذبح کرنے سے پہلے چھری کو تیز کر لیا جائے۔ چھری کو جانور کے سامنے تیز نہ کیا جائے قربانی کے جانور کو قبلہ رو لٹا دیا جائے خود اچھی طرح ذبح کر سکتا ہو تو خود ذبح کرے کہ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنتِ مبارکہ ہے۔ آپ ﷺ قربانی کے جانور کو خود ذبح فرماتے تھے۔

جانور کو لِٹا کر اس کے پاؤں کو اچھی طرح باندھ دے پھر اس کے پہلو پر پاؤں رکھ کر بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کر تیزی سے چھری چلا دیں۔ جب شہ رگ کٹ جائے تو جانور کو ٹھنڈا ہونے تک چھوڑ دیا جائے پھر اس کی کھال اتارنے کا کام کیا جائے۔

ذبح سے قبل یہ دعا پڑھیں۔

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّ مَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ .اَللّٰهُمَّ بِكَ وَ مِنْكَ.

ترجمہ: بے شک میں نے خالصتاً اپنا رخ اس ذات کی طرف کیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔ بے شک میری نماز اور میری قربانی، میری زندگی اور موت اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کو پالنے

والا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ۔ مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے اور میں مسلمانوں میں سے ہوں یا اللہ! یہ تیرے لئے ہے اور تجھ ہی سے ہے۔

پھر بلند آواز سے پڑھیں۔ بسم اللہ اللہ اکبر

ذبح کے بعد یہ دُعا پڑھیں :۔

اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلُ مِنِّیُ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنُ خَلِیُلِکَ اِبُرَاھِیُم عَلَیُہِ السَّلَامُ وَ حَبِیُبِکَ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم .

ترجمہ: یا اللہ! اس قربانی کو تو مجھ سے قبول فرما جس طرح تو نے اپنے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اپنے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے قبول فرمائی۔

قربانی کون کرے :۔

قربانی کا جانور مسلمان سے ذبح کروانا چاہیے اگر کسی مجوسی یا مشرک سے ذبح کروایا تو قربانی نہ ہوگی بلکہ یہ جانور حرام اور مردار ہوگا کیوں کہ قربانی سے مقصود تقرب الی اللہ ہے اس میں کافر سے مدد نہ لی جائے اور کتابی سے جانور ذبح کروانا مکروہ ہے بعض آئمہ کے نزدیک اس صورت میں بھی قربانی نہیں ہوگی۔

قربانی کے گوشت کا حکم :۔

قربانی کا گوشت خود بھی کھا سکتا ہے اور دوسرے شخص کو خواہ وہ غنی ہو یا فقیر ہو کھلا سکتا ہے۔ بلکہ اس میں سے کچھ کھا لینا قربانی کرنے والے کے لئے مستحب ہے۔

کل گوشت کو صدقہ کرنا یا کل گوشت کو گھر رکھ لینا دونوں صورتیں جائز ہیں

بہتر یہ ہے کہ گوشت کے تین حصے کرے ایک حصہ فقراء کے لئے اور ایک حصہ دوست احباب کے لئے اور ایک حصہ گھر والوں کے لئے رکھے۔

تین دن سے زائد گھر والوں کے لئے گوشت رکھ لینا جائز ہے۔ بعض حدیثوں میں جو ممانعت آئی ہے وہ منسوخ ہے جس کی دلیل حضور ﷺ کا ارشاد پاک ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّمَا نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ لُحُوْمِ الْاَضَاحِیْ لِجُهْدِ النَّاسِ ثُمَّ رَخَّصَ فِيْهَا .

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ لوگوں کی تنگی کے باعث حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قربانی کے گوشت کو رکھنے سے منع فرمایا پھر بعد میں اجازت دے دی۔ (ابن ماجہ)

تین دن سے زائد گوشت جمع کرنے اور کھاتے رہنے کا جواز دیگر روایات سے بھی ثابت ہے جن میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے اور حضرت عابس رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث نسائی شریف میں موجود ہیں۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سلمہ بن اکوع سے روایت کو اپنی صحیح میں نقل فرمایا وہ درج ذیل ہے۔

قَالَ كُلُوْا وَ اَطْعِمُوْا وَادَّخِرُوْا فَاِنَّ ذَالِکَ الْعَامَ كَانَ بِالنَّاس جُهْدٌ فَاَرَدْتُّ اَنْ تُعِيْنُوْا فِيْهَا. (بخاری شریف)

ترجمہ: حضور نے فرمایا کہ کھاؤ (قربانی کا گوشت) اور کھلاؤ اور جمع کرلو

وہ سال (جس میں ممانعت وارد ہوئی) تنگی کا تھا تو میرا ارادہ ہوا کہ تم ایک دوسرے کی مدد کرو۔

منت کی قربانی کا حکم :۔

ذکر کردہ احکام اس گوشت کے بارے میں ہے جس میں منت نہ مانی گئی ہو اگر قربانی کی منت مانی گئی ہو تو اس کا گوشت نہ خود کھا سکتا ہے اور نہ اغنیاء کو کھلا سکتا ہے بلکہ وہ تمام کا تمام صدقہ کرنا ضروری ہے۔ وہ ماننے والا فقیر ہو یا غنی دونوں کا حکم ایک ہے۔

میت کی طرف سے کی جانے والی قربانی کا گوشت :۔

میت کی طرف سے قربانی کی تو اس کے گوشت کا حکم وہی ہے جو عام قربانی کے گوشت کا حکم ہے کہ تمام گھر میں رکھ دے یا تمام صدقہ کر دے۔ (زیلعی)

اگر میت نے وصیت کی تھی کہ میری طرف سے قربانی کر دینا تو اس قربانی کے گوشت کا وہی حکم ہے جو منت مانی ہوئی قربانی کے گوشت کا ہے کہ تمام گوشت صدقہ کر دے۔ (ردالمختار)

قربانی کی کھال اور جھول کا حکم :۔

قربانی کی کھال اور جھول اور رسی، ہار وغیرہ صدقہ کر دے قربانی کا چمڑا باقی رکھتے ہوئے اپنی ضرورت میں بھی استعمال کر سکتا ہے یعنی اس کو جائے نماز بنالے۔ " دسترخوان بنالے، ڈول وغیرہ بنالے تو جائز ہے۔ قربانی کی کھال بیچ کر اپنے

استعمال میں نہیں لاسکتا۔ اگر قربانی کی کھال کو بیچا اس لئے نہیں کہ اپنی ذات پر یا بال بچوں پر خرچ کرے گا بلکہ اس لئے کہ اس کو صدقہ کرے گا تو جائز ہے۔ (عالمگیری)

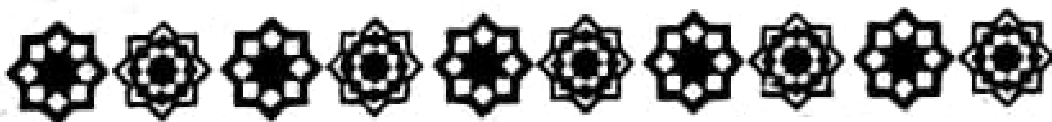
کھال کو بیچ کر اس کی رقم غرباء میں خرچ کرنا، خدمت خلق کے اداروں میں خرچ کرنا، دینی مدارس میں دینا بہتر ہے۔

قربانی کی کھال، گوشت وغیرہ قصاب کو اجرت کے طور پر نہیں دے سکتے۔

ذبح سے پہلے جانور کے بال کاٹ لینا یا دودھ دوہنا مکروہ اور منع ہے قربانی کے جانور پر سوار ہونا، کرائے پر دینا یا اس سے کوئی بھی نفع حاصل کرنا جائز نہیں۔ قربانی کے جانور کا بچہ ذبح کر کے صدقہ کر دے۔



اَللّٰهُمَّ اَعِنَّا عَلٰی ذِکْرِکَ وَ شُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ وَخِدْمَتِ دِیْنِکَ



عیدالاضحیٰ کے فضائل ومسائل

عیدالاضحیٰ کے بارے میں احادیث مبارکہ:

(۱) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جو عیدین کی راتوں میں قیام کرے اس کا دل نہ مرے گا جس دن لوگوں کے دل مر جائیں گے۔ (ابن ماجہ)

(۲) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو پانچ راتوں میں شب بیداری کرے اس کے لئے جنت واجب ہے وہ راتیں یہ ہیں ذی الحج کی آٹھویں، نویں، دسویں راتیں اور عیدالفطر کی رات اور شعبان کی پندرہویں رات یعنی شب برأت۔ (ابن ماجہ)

(۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تشریف لائے، اس زمانہ میں اہل مدینہ سال میں دو دن خوشی مناتے تھے فرمایا یہ کیا دن ہیں؟ لوگوں نے عرض کی کہ جاہلیت میں ہم ان دنوں میں خوشی کرتے تھے، تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان دنوں سے بہتر دو دن تمہیں دیئے، عیدالاضحیٰ اور عیدالفطر کے دن۔ (ابوداؤد)

(۴) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عیدالفطر کے دن کچھ کھا کر نماز کے لئے تشریف لے جاتے، اور عیدالاضحیٰ کو نہ

کھاتے تھے، جب تک نماز نہ پڑھ لیتے اور بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام عیدالفطر کے دن تشریف نہ لے جاتے جب تک چند کھجوریں نہ کھا لیتے اور وہ طاق (عدد میں) ہوتیں۔ (ترمذی، ابن ماجہ، دارمی)

(۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عید کو ایک راستے سے تشریف لے جاتے اور دوسرے راستے سے واپس تشریف لاتے۔ (ترمذی، دارمی)

(۶) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عید کی نماز دو رکعت پڑھی نہ اس کے قبل نماز پڑھی نہ بعد۔ (بخاری، مسلم)

(۷) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام کے ساتھ نماز عید ادا کی ایک دو مرتبہ نہیں (بلکہ بارہا مرتبہ) نہ اذان ہوئی اور نہ اقامت ہوئی۔ (صحیح مسلم)

عیدین کے وجوب کی شرائط

نمازعیدین (عیدالفطر،عیدالاضحیٰ) ہر اس شخص پر واجب ہے۔جس پر جمعہ واجب ہے اور عیدین کی صحت ادا کی وہی شرائط ہیں جو جمعہ کی ہیں۔ذیل میں ان شرائط کو بیان کیا جارہا ہے۔جس کی موجودگی میں نماز جمعہ اور عیدین کی نماز واجب ہوتی ہے۔

(۱) مرد ہونا کہ عورت پر نماز جمعہ واجب نہیں اور نہ ہی عید واجب ہے۔

(۲) عاقل ہونا، کہ مجنون پر جمعہ واجب نہیں اور مجنون پر عیدین بھی واجب نہیں۔

(۳) بالغ ہونا کہ غلام پر جمعہ وعیدین کی نماز واجب نہیں۔

(۴) آزاد ہونا کہ غلام پر جمعہ وعیدین واجب نہیں۔

(۵) صحت مند ہونا کہ مریض پر جمعہ وعیدین واجب نہیں۔

(۶) مقیم ہونا کہ مسافر پر جمعہ وعیدین واجب نہیں۔

(۷) چلنے پر قادر ہونا کہ اپاہج پر جمعہ وعیدین فرض نہیں اگر چہ کوئی اٹھا کر مسجد میں پہنچادے تب بھی فرض نہیں۔

(۸) قید میں نہ ہونا یعنی قیدی پر جمعہ فرض نہیں اگر قرض کی وجہ سے قید میں ہے اور قرض دینے پر قادر بھی ہے پھر نہیں قرض دیتا اس شخص پر جمعہ واجب ہے اور اگر قرض دینے پر قادر نہیں تو جمعہ واجب نہیں۔ایسے ہی قیدی پر عیدین بھی واجب نہیں۔

(۹) بادشاہ، چور یا کسی ظالم کا خوف نہ ہو۔

(۱۰) تیز بارش، آندھی، اولے یا سردی کا نہ ہونا، یعنی اس قدر کہ اس سے نقصان کا صحیح ا یشہ ہو تو جمعہ وعیدین واجب نہیں۔(بہار شریعت)

نمازِ جمعہ وعیدین کی صحت ادا کی شرائط

نماز جمعہ وعیدین کی صحتِ ادا کے لئے چھ شرطیں ہیں کہ اگر ان میں سے ایک بھی مفقود ہوئی تو نماز جمعہ وعیدین نہ ادا ہوں گی۔

(۱) مصر یا فنائے مصر کا ہونا کہ گاؤں میں عیدین کی نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ (درمختار)

(۲) سلطانِ اسلام یا اس کا نائب جسے جمعہ قائم کرنے کا حکم دیا ہو۔ (درمختار، ردالمختار)

(۳) وقتِ ظہر ہونا، ظہر کا وقت ہونا جمعہ کے لئے شرط ہے۔ عیدین کے لئے نہیں کیونکہ عیدین کا وقت نہیں ہے عیدین کا وقت آگے ذکر کیا جارہا ہے۔ (مراقی الفلاح)

(۴) خطبہ کا ہونا۔

خطبہ کا ہونا نماز جمعہ کی شرط ہے عیدین کی نہیں کیونکہ عیدین میں خطبہ سنت ہے۔ اگر عیدین میں خطبہ نہ ہوا نماز ہو جائے گی لیکن ایسا کرنا برا ہے اور اگر نماز جمعہ میں خطبہ نہ ہوا تو نماز جمعہ ہوگی ہی نہیں۔ (عالمگیری، درمختار)

(۵) جماعت کا ہونا کہ بغیر جماعت کے نماز عید و جمعہ ادا نہیں ہوتے۔ (مراقی الفلاح)

(۶) اذن عام ہونا، یعنی مسجد کا دروازہ کھول دیا جائے جس کا جی چاہے آئے۔

نماز عید کا وقت:

نماز عیدین کا وقت بقدر ایک نیزہ آفتاب بلند ہونے سے ضحوۂ کبریٰ یعنی نصف النہار شرعی تک ہے۔ لیکن عید الفطر میں دیر کرنا اور عید الاضحیٰ میں جلدی کرنا مستحب ہے۔ (درمختار)

عید کے دن مستحب امور:

حجامت بنوانا، ناخن ترشوانا، غسل کرنا، مسواک کرنا، اچھے کپڑے پہننا، نیا ہوتو فبہا ورنہ صاف دھلا ہوالباس پہننا، انگوٹھی پہننا، خوشبولگانا، صبح کی نماز مسجد یا محلّہ میں پڑھنا، عیدگاہ جلد چلا جانا، نماز سے پہلے صدقۂ فطر ادا کرنا، عیدگاہ کو پیدل چلنا، دوسرے راستے سے واپس آنا، نماز عیدالفطر کو جانے سے پیشتر چند کھجوریں کھانا، کھجوریں طاق عدد میں کھانا نیز خوشی ظاہر کرنا، کثرت سے صدقہ کرنا، عیدگاہ کا اطمینان و وقار اور نیچی نگاہ کئے جاتا، آپس میں مبارک باد دینا، اور تکبیر کہنا مستحب ہے۔ عیدالاضحیٰ کے لئے جاتے ہوئے بلند آواز سے اور عیدالفطر کے دن راستے میں آہستہ آواز سے تکبیر کہنا مسجد ہے۔ (کتب کثیرہ)

نماز عید کا طریقہ:

دورکعت واجب نماز عیدالفطر یا عیدالاضحیٰ چھ زائد واجب تکبیروں کے ساتھ نیت کر کے کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ ناف کے نیچے باندھ لئے، پھر ثنا پڑھے پھر تین زائد تکبیریں کہے وہ اس طرح کہ ہاتھ کانوں تک اٹھاتے ہوئے اللہ اکبر کہے اور ہاتھ چھوڑ دے، پھر دوسری مرتبہ ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھ چھوڑ دے، پھر تیسری مرتبہ کانوں تک ہاتھ بلند کرتے ہوئے اللہ اکبر کہے اور ہاتھ باندھ لے، پھر امام تعوذ اور تسمیہ کے ساتھ سورۂ فاتحہ یعنی الحمد اور سورۃ پڑھے، پھر رکوع اور سجود کے ساتھ رکعت مکمل کرے پھر دوسری رکعت میں الحمد اور سورۃ پڑھے۔ پھر رکوع میں جانے سے پہلے تین زائد تکبیریں کہے وہ اس طرح کہ الحمد اور سورۃ پڑھ

کر فارغ ہونے کے بعد ہاتھوں کو کانوں تک بلند کرتے ہوئے اللہ اکبر پڑھے اور ہاتھ چھوڑ دے پھر دوسری مرتبہ کانوں تک ہاتھ بلند کر کے اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھ چھوڑ دے پھر تیسری مرتبہ اسی طرح تکبیر کہے اور ہاتھ چھوڑ دے چوتھی مرتبہ رکوع جانے کے لئے تکبیر کہے یعنی چوتھی تکبیر کہتے ہوئے رکوع میں چلا جائے۔اس طرح دوسری رکعت کو رکوع اور سجود کے ساتھ مکمل کرلے۔(درمختار)

چھ زائد تکبیروں کے مسائل

(۱) اگر امام نے چھ تکبیروں سے زائد تکبیرں کہیں تو مقتدی امام کی پیروی کرے گا مگر تیرہ تکبیروں تک اس سے زائد میں پیروی نہیں کرے گا۔(ردالمختار)

(۲) پہلی رکعت میں امام کے تکبیریں کہنے کے بعد مقتدی شامل ہوا۔تو اس وقت تین تکبیریں کہہ لے اگرچہ امام نے قرأت شروع کردی ہو اور تین ہی کہے اگرچہ امام نے زیادہ کہی ہوں۔اگر اس نے ابھی تکبیریں نہ کہی تھیں کہ امام رکوع میں چلا گیا تو اب تکبیریں کھڑے کھڑے نہ کہے بلکہ رکوع میں جاکر تکبیریں کہے اور اگر امام کو رکوع میں پایا تو اگر غالب گمان ہے کہ تکبیریں کہہ کر رکوع میں مل جائے گا تو کھڑے کھڑے تکبیریں کہہ لے اور رکوع میں چلا جائے ورنہ رکوع میں جاکر تکبیریں کہے۔پھر اگر اس نے رکوع میں پوری نہ کی تھیں کہ امام نے سر اٹھا لیا تو باقی ساقط ہوگئیں۔اور اگر امام کے رکوع سے اٹھنے کے بعد شامل ہوا تو اب تکبیریں نہ کہے بلکہ جب اپنی پڑھے گا تب کہے گا،اور رکوع میں جہاں تکبیر کہنے کا مسئلہ بتایا گیا وہاں ہاتھ نہ اٹھائے صرف

تکبیریں کہہ لے۔ اور اگر دوسری رکعت میں شامل ہوا تو اب پہلی رکعت کی تکبیریں نہ کہے بلکہ جب پہلی رکعت جو رہ گئی تھی اس کو ادا کرنے لگے اس وقت کہہ لے۔ (عالمگیری)

(۳) جو شخص امام کے ساتھ شامل ہوا پھر سو گیا یا اس کا وضو جاتا رہا۔ اب اگر پڑھے تو اتنی تکبیروں کو کہہ لے جتنی امام نے کہیں، اگرچہ اس کے مذہب میں اتنی نہ تھیں۔ (عالمگیری)

(۴) امام تکبیر کہنا بھول گیا، اور رکوع میں چلا گیا تو قیام کی طرف نہ لوٹے اور نہ رکوع میں تکبیر کہے۔ (ردالمختار)

(۵) پہلی رکعت میں امام بھول گیا اور قرأت شروع کر دی تو قرأت کے بعد کہہ لے یا رکوع میں اور قرأت کا اعادہ نہ کرے۔ (غنیۃ، عالمگیری)

(٦) امام نے تکبیرات زوائد میں ہاتھ نہ اٹھائے تو مقتدی اس کی پیروی نہ کرے بلکہ ہاتھ اٹھائے۔ (عالمگیری وغیرہ)

خطبۂ عیدین کے مسائل

نماز عید کے بعد امام دو خطبے پڑھے۔ عید الفطر کے خطبوں میں فطر کے احکام کی تعلیم کرے۔ اور عید الاضحیٰ کے خطبوں میں قربانی کے احکام اور تکبیراتِ تشریق کی تعلیم کرے۔ نماز عید کا خطبہ نماز عید کے بعد پڑھا جائے اور یہ خطبہ سنت ہوتا ہے اگر خطبہ نہ پڑھا گیا تو نماز ہو جائے گی لیکن ایسا کرنا برا ہے۔ (درمختار، عالمگیری)

نماز عید کے متفرق مسائل

کسی عذر کی وجہ سے اگر نماز عید نہ ہو سکی (مثلاً سخت بارش ہوئی یا ابر کے سبب چاند نہیں دیکھا گیا اور گواہی ایسے وقت پہنچی کہ نماز کا وقت گزر گیا یا ابر کی وجہ سے نماز ایسے وقت ختم ہوئی کہ زوال ہو چکا تھا) تو ایسی صورتوں میں نماز دوسرے دن پڑھی جائے۔ اور اگر دوسرے دن بھی نماز نہ ہوئی تو عید الفطر کی نماز تیسرے دن نہیں ہو سکتی۔ اور دوسرے دن بھی نماز کا وقت وہی ہے جو پہلے دن تھا یعنی ایک نیزہ آفتاب بلند ہونے سے ضحویٰ کبریٰ تک اور بلا عذر پہلے دن نماز نہ پڑھی تو دوسرے دن نہیں پڑھ سکتے۔ (عالمگیری، درمختار)

☆ عید الاضحیٰ تمام احکام میں عید الفطر کی طرح ہے صرف بعض باتوں میں فرق ہے وہ یہ ہے کہ عید الاضحیٰ میں مستحب ہے کہ نماز تک کچھ نہ کھائے چاہے قربانی نہ کر رہا ہو اور اگر نماز عید سے پہلے کچھ کھا لیا تو کراہت نہیں۔

☆ نماز عید الاضحیٰ کے لئے جاتے ہوئے بلند آواز سے تکبیر کہتا جائے، اور عید الفطر کے لئے جاتے ہوئے آہستہ آواز میں تکبیر کہتا جائے۔ (عالمگیری)

☆ عید الاضحیٰ کو بارہویں تاریخ تک عذر کی وجہ سے بلا کراہت مؤخر کر سکتے ہیں، بارہویں کے بعد نہیں ہو سکتی اور دسویں کے بعد بلا عذر مؤخر کرنا مکروہ ہے۔ (عالمگیری)

☆ بعد نماز عید مصافحہ و معانقہ کرنا جیسا عموماً لوگوں میں رائج ہے بہتر ہے۔

(وشاح الجید)

تکبیراتِ تشریق کے مسائل

☆ نویں ذی الحجہ کی فجر سے تیرہویں کی عصر تک ہر نماز فرض پنجگانہ کے بعد جو جماعت مستحبہ کے ساتھ ادا کی گئی ہو ایک بار تکبیر بلند آواز سے کہنا واجب ہے اور تین دفعہ کہنا افضل ہے۔ (تنویر الابصار)

☆ تکبیر تشریق یہ ہے:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَ لِلّٰهِ الْحَمْد.

☆ تکبیر تشریق سلام پھیرنے کے فوراً بعد واجب ہے جب تک کوئی ایسا عمل نہ کیا ہو جو بنا کے لئے مانع ہوتا ہے جیسا کہ مسجد سے باہر چلا گیا یا قصداً وضو توڑ دیا یا کلام کیا اگر چہ بھول کر ہو تو تکبیر ساقط ہوگئی۔ اور اگر بلا قصد وضو ٹوٹ گیا تو تکبیر کہہ لے۔ (درمختار، ردالمحتار)

☆ تکبیر تشریق اس پر واجب ہے جو شہر میں مقیم ہو، یا جس نے مقیم امام کی اقتداء کی اگر چہ اقتدا کرنے والا مسافر، دیہاتی یا عورت ہو تو ان پر تکبیر واجب ہے اور اگر انہوں نے یعنی عورت، مسافر، دیہاتی نے مقیم کی اقتداء نہ کی تو ان پر تکبیر واجب نہیں ہے۔ (درمختار)

☆ نفل پڑھنے والے نے فرض والے کی اقتداء کی تو امام کی پیروی میں اس مقتدی پر واجب ہے اگر چہ امام کے ساتھ اس نے فرض مکمل نہ پڑھے۔ یعنی امام کے سلام پھیرنے کے بعد اس کی ایک یا ایک سے زائد رکعتیں رہتی تھیں ان کو پڑھنے کے بعد وہ تکبیر کہے۔

☆ مقیم نے مسافر کی اقتدا کی تو مقیم پر بدستور تکبیر پڑھنا واجب رہے گی اور امام جو کہ مسافر ہے اس پر واجب نہیں۔ (درمختار، ردالمحتار)

☆ غلام پر تکبیر تشریق واجب ہے عورت پر واجب نہیں اگرچہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں ہاں اس عورت پر واجب ہے جس نے امام کی اقتداء میں نماز پڑھی اور امام نے بھی عورت کی امامت کی نیت کی، لیکن عورت آہستہ آواز میں تکبیر کہے، ایسے ہی ان لوگوں پر تکبیر واجب نہیں جنہوں نے برہنہ نماز پڑھی چاہے جماعت کے ساتھ نماز ادا کی ہو۔ کیونکہ ان کی جماعت جماعت مستحبہ نہیں ہے۔ (درمختار، جوہرہ)

☆ نفل وسنت اور وتر کے بعد تکبیر واجب نہیں اور نماز جمعہ کے بعد واجب ہے اور نماز عید کے بعد بھی کہہ لے۔ (درمختار)

☆ مسبوق ولاحق پر واجب ہے مگر جب نماز مکمل کر کے خود سلام پھیریں اس وقت کہیں۔ (ردالمحتار)

☆ اور دنوں کی نماز جو کہ قضا ہو گئی تھی ان کی قضاء کی تو تکبیر واجب نہیں ایسے ہی ان دنوں کی نمازیں اگر قضا ہوئیں اور تیرہویں ذی الحجہ کے بعد قضا کیں تو تکبیر واجب نہیں۔

☆ گذشتہ سال کی ایام تشریق میں قضا ہونے والی نمازوں کو اس سال قضا کیا ایام تشریق میں تو تکبیر واجب نہیں۔ (ردالمحتار)

☆ منفرد (اکیلا نماز پڑھنے والا) پر تکبیر واجب نہیں لیکن وہ کہہ لے کیونکہ صاحبین کے نزدیک منفرد پر بھی تکبیر واجب ہے۔

☆......☆......☆......☆......☆

عقیقہ کے فضائل ومسائل

عقیقہ کا لغوی معنی:

عقیقہ کا لغوی معنی ہے کاٹنا، الگ کرنا

عقیقہ کا اصطلاحی معنی:

اصطلاح شریعت میں نومولود بچہ کے سر سے اتارے ہوئے بالوں کو عقیقہ کہا جاتا ہے اور حجامت کے وقت ذبح کیا ہوا جانور بھی عقیقہ کہلاتا ہے۔ (مرآۃ المناجیح)

عقیقہ کا شرعی حکم:

عقیقہ امام احمد بن حنبل کے نزدیک واجب ہے، باقی ائمہ کے نزدیک سنت ہے۔ جیسا کہ حدیث نبوی ہے۔

عَنْ سَلْمٰنَ ابْنِ عَامِرِ نِ النَّبِیِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ مَعَ الْغُلَامِ عَقِیْقَةٌ فَاهْرِیْقُوْا عَنْهُ دَمًا وَ اَمِیْطُوْا عَنْهُ الْاَذٰی. (بخاری شریف)

ترجمہ: حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمارہے تھے کہ بچہ کے ساتھ عقیقہ ہے تو اس کی طرف سے خون بہاؤ اور اس سے گندگی دور کرو۔

فائدہ: اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ بچہ کی ولادت پر اس کے سر کے بال کٹوانا اور اس کی طرف سے بکرا ذبح کرنا سنت ہے۔

☆ گندگی سے مراد سر کے بال ہیں کیونکہ وہ بال ماں کے پیٹ کے ساتھ آتے ہیں آلائش میں لتھڑے ہوئے ہوتے ہیں اگرچہ ان کو دائی دھو دیتی ہے مگر ان کا سر سے دور کر دینا اچھا ہے۔

ساتویں دن عقیقہ کرنا سنت ہے:

بچہ کی ولادت کے ساتویں دن اس بچہ کا عقیقہ کیا جائے یعنی اس کی طرف سے جانور ذبح کر دیا جائے۔اس کے بالوں کو مونڈ دیا جائے اور اس کا بہترین اسلامی نام رکھا جائے جیسا کہ حدیث رسول ﷺ ہے۔

عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سُمْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الغُلَامُ مُرْتَهَنٌ بِعَقِيْقَةٍ تُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ السَّابِعِ وَ يُسَمّٰى وَ يُحْلَقُ رَأْسُهُ. (احمد، ترمذی، ابوداؤد والنسائی)

ترجمہ: حضرت حسن حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لڑکا اپنے عقیقہ میں گروی ہوتا ہے۔ساتویں دن اس کی طرف سے (جانور) ذبح کیا جائے،نام رکھا جائے اور سر مونڈا جائے۔

حدیث پاک سے مستنبط فقہی مسائل:

☆ بچہ کی ولادت سے ساتویں دن بچہ کا عقیقہ سنت ہے،ساتویں دن نہ ہو سکے تو پندرہویں دن یا جب بھی عقیقہ کریں ساتویں دن کا حساب لگایا جائے۔

ساتویں دن کا حساب لگانے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ جس دن بچہ پیدا ہوا ہے اس دن سے پہلے والا دن رکھ دیا جائے یہ پیدائش سے پہلا دن ساتواں دن ہی ہو گا مثلاً بچہ کی پیدائش جمعرات کے دن ہوئی ہے تو جب بھی عقیقہ کرنا چاہیں جمعرات

سے پہلا دن یعنی بدھ کا دن رکھا جائے۔ (بہارِ شریعت)

☆ بچہ کی ولادت سے ساتویں دن تین کام کرنا سنت ہے ایک بچہ کا عقیقہ کرنا، دوسرا اس کا نام رکھنا، تیسرا بچہ کا سر مونڈوانا۔

بچہ کا نام اچھا رکھا جائے:

بچہ کا نام اچھا رکھنا چاہیے۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ والدین بچہ کا نام رکھنے میں اپنی پسند کا خیال کرتے ہیں معنی کا خیال نہیں کرتے۔ والدین کی پسند یہ ہوتی ہے کہ بچہ کا نیا نام ہو اور بولنے میں اچھا لگے۔ اس سوچ کی بناء پر نام رکھ دیتے ہیں لیکن اکثر ایسے نام معنی کے اعتبار سے درست نہیں ہوتے یا بے معنی ہوتے ہیں۔ والدین کو یاد رکھنا چاہیے کہ نام کا بھی بچہ کی طبیعت اور خصائل پر اثر ہوتا ہے چنانچہ اچھا نام رکھا تو بچہ کی طبیعت اور اخلاق و کردار پر اچھا اثر ہوگا۔ برا نام رکھا تو برا اثر ظاہر ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ نام:

اللہ تعالیٰ کے ہاں ناموں میں سے پسندیدہ نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں جیسا کہ حدیثِ نبوی ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اَحَبَّ اَسْمَائِكُمْ اِلَی اللّٰهِ عَبْدُ اللّٰهِ وَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ.

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے ناموں میں سے ربّ تعالیٰ کو بہت پسند نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔

فائدہ:(۱) یہ نام اس لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں پیارے ہیں کہ ان میں اپنی عبدیت کی ربّ تعالیٰ کی طرف نسبت کی گئی ہے۔ نیز ان ناموں میں اپنی عبدیت اور ربّ تعالیٰ کی ربوبیت اور رحمانیت کا اظہار ہے۔

(۲) انبیاء کرام کے ناموں کے بعد یہ نام اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ ہیں۔ لہٰذا بہتر یہ ہے کہ انبیاء کے ناموں میں سے کوئی نام رکھا جائے۔ انبیاء کے ناموں کے بعد بہتر یہ ہے کہ عبداللہ یا عبدالرحمٰن نام رکھا جائے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں کی طرف عبد کی نسبت کرتے ہوئے بچہ کا نام رکھا جائے جیسے عبدالرحیم، عبداللطیف، عبدالستار، عبدالغنی وغیرہ۔

قیامت کے دن نام لے کر بلایا جائے گا:

قیامت کے دن ہر شخص کو اس کے اور اس کے باپ کے نام سے پکارا جائے گا جیسا کہ حدیث نبوی ہے:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ تُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِاَسْمَائِكُمْ وَ اَسْمَاءِ آبَائِكُمْ فَاَحْسِنُوْا اَسْمَاءَ كُمْ.(رواه احمد و ابو داؤد)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم قیامت کے دن اپنے اور اپنے باپوں کے ناموں سے بلائے جاؤ گے۔ تو اپنے نام اچھے رکھو۔(احمد، ابوداؤد)

فائدہ: اس حدیث پاک سے ان والدین کو درس حاصل کرنا چاہیے جو اپنے بچوں کے نام انگریزوں، یہودیوں کے ناموں پر رکھتے ہیں یا بے معنی نام رکھتے ہیں۔ والدین کو چاہیے کہ بچوں کے نام انبیاء، صحابہ، اولیاء اور سلف صالحین کے ناموں پر رکھیں۔

وہ نام جن کی ممانعت وارد ہوئی ہے:

(۱) بچوں کے نام ایسے نہیں رکھنے چاہئیں جن سے فخر و تکبر کا اظہار ہو جیسے شہنشاہ وغیرہ کیونکہ ایسے ناموں کی ممانعت حدیث پاک سے ثابت ہے۔ جیسا کہ حدیث نبوی ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَخْنَی الْاَسْمَاءِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ عِنْدَ اللّٰہِ رَجُلٌ یُسَمّٰی مَلِکُ الْاَمْلَاکِ. (رواہ البخاری)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک بدترین وہ شخص ہوگا جس کا نام ملک الاملاک رکھا گیا ہوگا۔ (بخاری)

ملک الاملاک سے مراد شہنشاہ ہے۔ شہنشاہ نام رکھنا اس واسطے منع ہے کہ اس سے فخر و تکبر کا اظہار ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ نام اور دیگر وہ نام جن سے تکبر کا اظہار ہو رکھنا منع ہیں

(۲) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اپنے غلام کا نام نہ یسار رکھو نہ رباح، نہ نجیح اور نہ افلح رکھو۔

فائدہ: غلام سے مراد مطلقاً لڑکا ہے خواہ بیٹا ہو یا غلام۔ یسار کے معنی فراخی، رَباح کا معنی نفع، نجیح کا معنی نجات والا، افلح کا معنی کامیاب

ممانعت صرف ان ناموں میں محدود نہیں بلکہ ان جیسے دوسرے نام جن کا معنی خوبی اور عمدگی پر دلالت کرتا ہو۔ ان کی بھی ممانعت ثابت ہوتی ہے جیسے ظفر، برکت وغیرہ۔

ان ناموں کی ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ ان ناموں کو جب پکارا جائے اور جواب میں کہا جائے وہ نہیں ہے تو اس صورت میں فراخی، نفع، برکت، کامیابی کی نفی ہو

گی۔تو ایسے نام نیک فالی کی بجائے بدفالی کا سبب بن جاتے ہیں لہٰذا ایسے نام نہ رکھے جائیں۔ایسے نام رکھنا مکروہ تنزیہی ہے۔

نام بولنے میں احتیاط:

جو نام کسی کا رکھا جائے اس نام کو بگاڑ کر نہیں بولنا چاہیے۔خاص طور پر جب کسی کا نام اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں کی طرف عبد کی نسبت کرتے ہوئے رکھا گیا ہو جیسے عبدالرحمٰن یا عبداللہ وغیرہ۔یا انبیاء کے ناموں پر نام رکھا گیا ہوتو ہرگز بگاڑ کر یا تصغیر کے ساتھ نہیں پکارنا چاہیے مثلاً عبدالرحمٰن ہے تو پورا عبدالرحمٰن بولنا چاہیے صرف رحمٰن نہیں کیونکہ رحمٰن اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ہے۔

برے نام کو تبدیل کردیا جائے:

اگر کسی کا نام ایسا رکھ دیا گیا جس نام کی ممانعت وارد ہوئی ہے یا ایسا نام رکھ دیا گیا جس کا معنی اچھا نہیں تو اس کو بدل دینا چاہیے ہمارے پیارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی برے نام کو اچھے نام سے تبدیل فرمادیتے تھے۔

جیسا کہ حدیث نبوی ہے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہ کا نام برّہ تھا تو نبی پاک ﷺ نے ان کا نام جویریہ رکھ دیا۔

بچہ کے سر پر زعفران لگانا سنت ہے:

بچہ کی ولادت کے ساتویں دن بکری ذبح کرنا، نام رکھنا اور اس کے بال مونڈوانا سنت ہے۔بچہ کے بال مونڈوانے کے بعد اس کے سر پر زعفران لگانا بھی

سنت ہے۔ جیسا کہ صحابی رسول کا بیان ہے۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ دورِ جاہلیت میں ہم میں سے کسی کے ہاں بچہ پیدا ہوتا تو وہ بکری کو ذبح کرتا اور اس کے سر پر بکری کا خون لگاتا، پھر اب جبکہ اسلام آیا تو ساتویں دن ہم بکری ذبح کرتے ہیں اور بچہ کا سر منڈاتے ہیں اور اس کے سر پر زعفران لگاتے ہیں۔ (ابوداؤد)

فائدہ: بچہ کے سر پر ذبیحہ کا خون لگانا جائز نہیں کیونکہ وہ نجس ہوتا ہے، خون کی بجائے زعفران لگائی جائے کیونکہ زعفران لگانا آثارِ صحابہ سے ثابت ہے۔

بالوں کے وزن برابر چاندی صدقہ کی جائے:

بچہ کی ولادت کے بعد جب اس کے بال منڈوائے جائیں تو اس کے بالوں کے وزن برابر چاندی صدقہ کردی جائے۔ (بہارِ شریعت)

جیسا کہ حدیثِ نبوی ہے:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف سے ایک بکری کا عقیقہ کیا اور فرمایا اے فاطمہ! اس کا سر منڈا دو اور اس کے بالوں کے وزن برابر چاندی صدقہ کرو۔ (ترمذی)

عقیقہ کے جانور کے بارے میں مسائل:

- عقیقہ کا جانور ویسا ہونا چاہیے جیسا قربانی کا جانور ہوتا ہے۔ جو جانور قربانی کے لئے درست ہے وہ عقیقہ کے لئے بھی درست ہے۔ (بہارِ شریعت)
- لڑکے کی طرف سے دو بکرے ذبح کئے جائیں اور لڑکی کی طرف سے ایک

بکری ذبح کی جائے۔یعنی لڑکے میں نر جانور اور لڑکی میں مادہ مناسب ہے۔اس کے برعکس اگر لڑکے کے عقیقہ میں مادہ جانور اور لڑکی کے عقیقہ میں نر جانور ذبح کیا تو کوئی حرج نہیں۔(بہارِ شریعت)

o اگر گائے یا اونٹ میں عقیقہ کا حصہ رکھا جائے تو لڑکے کے لئے دو اور لڑکی کے لئے ایک حصہ کافی ہے۔(بہارِ شریعت)

o قربانی کے لئے جانور ذبح کیا گیا اس میں عقیقہ کی شرکت ہوسکتی ہے۔ (بہارِ شریعت)

o لڑکے کے لئے دو کی بجائے اگر ایک جانور ذبح کیا تو وہ بھی کفایت کر جائے گا۔(بہارِ شریعت)

عقیقہ کے گوشت کی تقسیم:

o عقیقہ کے گوشت کی تقسیم اس طرح کی جائے کہ ایک حصہ اپنے لئے ایک حصہ عزیز و اقارب کے لئے اور ایک حصہ غرباء و مساکین کے لئے مختص کر دیا جائے۔ اس طرح تقسیم کرنا مستحب ہے۔

o عقیقہ کے گوشت کو کچا تقسیم کر دیا جائے یا پکا کر ضیافت کے طور پر کھلا دیا جائے دونوں صورتیں درست ہیں۔

o بعض کا قول ہے کہ سری پائے حجام کو اور ایک ران دایہ کو دی جائے۔(بہارِ شریعت)

o عقیقہ کا گوشت بناتے ہوئے ہڈی کو توڑا نہ جائے توڑے بغیر اگر گوشت اتار لیا جائے تو یہ بچہ کی سلامتی کے لئے نیک فال ہے۔اور اگر ہڈی توڑ کر گوشت بنایا جائے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔

○ عقیقہ کا گوشت تمام عزیز، رشتہ دار کھا سکتے ہیں۔ یہ جو عوام میں مشہور ہے کہ عقیقہ کا گوشت بچہ کے دادا، دادی، نانا، نانی اور ماں باپ نہ کھائیں محض غلط ہے۔ (بہار شریعت)

عقیقہ کی کھال کا حکم:

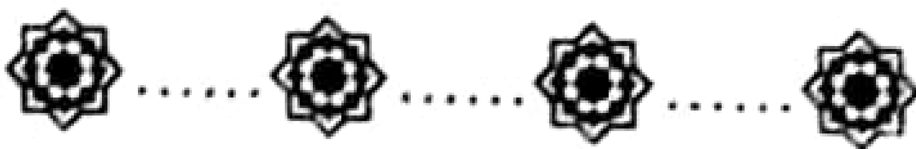
عقیقہ کی کھال کا حکم وہی ہے جو قربانی کی کھال کا حکم ہے کہ اس کو باقی رکھتے ہوئے اپنے صرف میں لائے یا مساکین کو دے دے یا کسی اور نیک کام مسجد یا مدرسہ کے صرف میں لائے۔ (بہارِ شریعت)

ایک غلطی کا ازالہ:

بعض کتابوں میں مذکور ہے کہ عقیقہ سنت نہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ سنتِ مؤکدہ نہیں ہے۔ ورنہ جب خود حضور اقدس ﷺ کے فعل سے اس کا ثبوت موجود ہے تو مطلقاً عقیقہ کی سنیت سے انکار صحیح نہیں۔

ایسے ہی بعض کتابوں میں یہ آیا ہے کہ عقیقہ قربانی سے منسوخ ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ عقیقہ کا وجوب قربانی سے منسوخ ہے۔ جس طرح کہا جاتا ہے کہ زکوٰۃ نے حقوقِ مالیہ کو منسوخ کر دیا اس کا مطلب یہ ہے کہ زکوٰۃ نے دیگر حقوقِ مالیہ کی فرضیت کو منسوخ کر دیا نہ کہ دیگر حقوقِ مالیہ کو مطلقاً منسوخ کر دیا۔ (بہارِ شریعت)

لہٰذا عقیقہ کی سنیت باقی ہے جس کا ثبوت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قول و فعل سے ثابت ہے۔



والدین کے نام ایک پیغام

عقیقہ کی فضیلت کے بارے میں احادیث وروایات ذکر کی گئی ہیں اور ضروری مسائل بھی بیان کر دیئے گئے ہیں۔ ان فضائل ومسائل کی روشنی میں والدین کو چاہیے کہ اپنے بچہ کی ولادت کی خوشی میں غیر شرعی رسومات سے بچتے ہوئے عقیقہ جیسے اسلامی عمل کو بجا لائیں۔ غیر شرعی رسومات سے مال کے ضیاع اور بعض دفعہ معصیت کے ارتکاب کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا لیکن عقیقہ کی سنت ادا کرنے سے نہ تو مال ضائع ہوتا ہے اور نہ ہی معصیت کا ارتکاب بلکہ عقیقہ سے بچوں کے اخلاق وکردار کی عمدگی اور ان کی فرمانبرداری کے فائدہ سے والدین بہرہ ور ہوتے ہیں۔

ایسے ہی والدین ہر سال بچوں کی سال گرہ مناتے ہیں یہ سال گرہ منانا اگر انگریزوں کے طریقے پر ہو تو جائز نہیں مثلاً کیک کاٹنے پر ہیپی برتھ ڈے ٹو یو کہنا، تالیاں بجانا، چل پھر کر مسخریاں کرتے ہوئے کھانا پینا، آتش بازی کرنا، غیر محرم مردوں عورتوں کا اختلاط یہ سب ناجائز امور ہیں۔ ہاں اگر سالگرہ اسلامی رنگ میں ہو تو درست ہے جیسے نعت خوانی یا قرآن خوانی کا اہتمام کیا جائے۔ اس کے بعد کھانا پکا کر مہمانوں کی ضیافت کی جائے یا مٹھائی تقسیم کی جائے۔ غرباء ومساکین کو بھی ایسی محفل میں دعوت دی جائے۔ مردوں، عورتوں کے لئے اٹھنے، بیٹھنے، کھانے، پینے کا الگ الگ اہتمام کیا جائے۔

اس سے بھی بہتر ہے کہ ایسی تقریب کا عنوان سالگرہ کی بجائے محفل نعت خوانی یا دعائے خیر وغیرہ رکھا جائے۔ یہ طریقہ اختیار کیا جائے تو گناہ بھی نہیں۔ یہودیوں کی مشابہت بھی نہیں بلکہ باعث ثواب ہے اور اخروی لحاظ سے باعث نجات بھی ہے۔

خطبہ اولیٰ عید الاضحیٰ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط اَللّٰہُ اَکْبَرُ ط اَللّٰہُ اَکْبَرُ ط لَا اِلٰہَ اِلَّا
اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ط اَللّٰہُ اَکْبَرُ ط وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ ط اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْمُتَوَحِّدِ
بِالْعَظْمَۃِ وَ الْجَلَالِ وَالْمُقَدَّسِ بِالْحُسْنِ وَالْجَمَالِ ھُوَ الَّذِیْ خَالِقٌ
لِجَمِیْعِ الشَّیْءِ وَالْاَمْرِ o بِیَدِہٖ مَفَاتِیْحُ الدَّھْرِ فَتَبَارَکَ اللّٰہُ رَبُّ
الْعَالَمِیْنَ o سُبْحَانَ مَنْ سَبَّحَتْ لَہُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُوْنَ السَّبْعُ
وَالْعَرْشُ الْعَظِیْمُ oاَللّٰہُ اَکْبَرُ ط اَللّٰہُ اَکْبَرُ ط لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ط اَللّٰہُ
اَکْبَرُ ط وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ اُوْصِیْکُمْ اَیُّھَا النَّاسُ اِعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ فَرَضَ عَلَیْکُمُ
الْحَجَّ بِشَرْطِ الْاِسْتِطَاعَۃِ وَ اَوْجَبَ الْاُضْحِیَّۃَ لُطْفًا وَّ کَرَامَۃً فَاجْعَلُوْھَا
بُرَاقًا وَ مَطِیَّۃً لِیَوْمِ الْحَسْرَۃِ وَالنَّدَامَۃِ وَ رُوِیَ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ، قَالَ
اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا ھٰذِہِ الْاَضَاحِیُّ یَارَسُوْلَ
اللّٰہِ قَالَ سُنَّۃُ اَبِیْکُمْ اِبْرَاھِیْمَ قَالُوْا فَمَالَنَا فِیْھَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ بِکُلِّ
شَعْرَۃٍ حَسَنَۃٌ سَمِّنُوْا ضَحَایَاکُمْ فَاِنَّھَا عَلَی الصِّرَاطِ مَطَایَاکُمْ وَلَا
تَذْبَحُوْاعَجْفَاءَ وَ لَا عَرْجَاءَ وَ لَا عَوْرَاءَ وَ لَا مَقْطُوْعَۃَ الْاُذُنِ وَ لَوْ بِوَاحِدَۃٍ
فَعَنْ کُلِّ وَاحِدٍ مِّنْکُمْ شَاۃٌ سَوَاءٌ کَانَتْ ذَکَرًا اَوْ اُنْثٰی اَوْ سُبُعُ الْبَقَرَۃِ اَوِ
الْاِبِلِ وَ کَبِّرُوْا عَقِیْبَ الصَّلٰوۃِ الْمَفْرُوْضَۃِ مِنْ فَجْرِ الْعَرَفَۃِ اِلٰی عَصْرِ
اٰخِرِ اَیَّامِ التَّشْرِیْقِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ

الرَّحِيْم وَ اِذْ يَرْفَعُ اِبْرَاهِيْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَ اِسْمٰعِيْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ٥ بَارَکَ اللّٰهُ لَنَا وَ لَکُمْ فِی الْقُرْآنِ الْعَظِيْمِ وَ نَفَعَنَا وَ اِيَّاکُمْ بِالْاٰيٰتِ وَ الذِّکْرِ الْحَکِيْمِ اِنَّهٗ تَعَالٰی جَوَّادٌ کَرِيْمٌ قَدِيْمٌ مَلِکٌ بَرٌّ رَّؤُوْفٌ الرَّحِيْمُ ط ٥

خطبۂ ثانی عید الاضحیٰ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ وَ نُؤْمِنُ بِهٖ وَ نَتَوَکَّلُ عَلَيْهِ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَ مَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ وَ نَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ وَ نَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ خُصُوْصًا عَلٰی اَوَّلِ الصَّحَابَةِ وَ اَعْلَمِهِمْ وَ اَفْضَلِهِمْ بِا التَّصْدِيْقِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ اِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ اَبِیْ بَکْرِ ن الصِّدِّيْقِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ اِمَامِ الْمُتَوَرِّعِيْنَ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ٥ قَامِعِ الْجَوْرِ وَ الْجَفَاءِ ٥ وَ عَلٰی جَامِعِ الْقُرْاٰنِ کَامِلِ الْحَيَاءِ وَالْاِيْمَانِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ اِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ مَنْبَعِ الْحِلْمِ وَ الْحَيَاءِ ٥ وَ عَلٰی اَسَدِ اللّٰهِ الْغَالِبِ اِمَامِ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ ٥ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ اِمَامِ الْمُهْتَدِيْنَ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ ٥ خَاتِمِ الْخُلَفَاءِ ٥ وَ عَلٰی الْقَمَرَيْنِ النَّيِّرَيْنِ اَبِیْ مُحَمَّدِ نِ الْحَسَنِ وَ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ الْحُسَيْنِ ٥ سَيِّدَیِ الشُّهَدَاءِ وَ عَلٰی

اُمِّهِمَا سَیِّدَۃِ النِّسَاءِ فَاطِمَۃَ الزَّهْرَاءِ وَعَلٰی عَمَّیْهِ الْمُکَرَّمَیْنِ اَلْحَمْزَۃِ وَ
اَبِی الْفَضْلِ الْعَبَّاسِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ہ وَ عَلَی الْبَاقِیَۃِ مِنَ الْعَشَرَۃِ
الْمُبَشَّرَۃِ الَّذِیْنَ بَایَعُوْا تَحْتَ الشَّجَرَۃِ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ
وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ہ
اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ عَلَ السَّلَاطِیْنِ الْکِرَامِ وَ الْخَوَاقِیْنِ الْعِظَامِ الَّذِیْنَ قَضَوْا
بِالْحَقِّ وَ بِهٖ کَانُوْا یَعْدِلُوْنَ اَللّٰهُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ
تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاجْعَلْنَا مِنْهُمْ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ
تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ عِبَادَ اللّٰهِ رَحِمَکُمُ اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ
بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَاِیْتَاءِ ذِی الْقُرْبٰی وَ یَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ
وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ ط اُذْکُرُوا اللّٰهَ تَعَالٰی یَذْکُرْکُمْ وَادْعُوْهُ
یَسْتَجِبْ لَکُمْ وَلَذِکْرُ اللّٰهِ تَعَالٰی اَعْلٰی وَ اَوْلٰی وَ اَعَزُّ وَ اَجَلُّ وَ اَتَمُّ وَ اَهَمُّ
وَ اَعْظَمُ وَ اَکْبَرُ ہط .... O

☆......☆......☆......☆......☆......☆

☆......☆......☆......☆......☆

Scanned by CamScanner



ایک کوشش



کہتے ہیں کہ جب نمبرود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو زندہ جلانے کیلئے ایک ہولناک آگ کا الاؤ روشن کیا تو چشم فلک نے دیکھا کہ ایک ننھا سا ابابیل پرندہ اپنی چونچ میں دو تین قطرے پانی کے دبائے بڑے اضطراب کے عالم میں عظیم آگ کی طرف اڑا جا رہا ہے۔ کسی نے پوچھا "میاں اتنی بے تابی کے ساتھ کہاں جا رہے ہو"؟ بولا! نمرود کی آگ بجھانے جا رہا ہوں۔" کہا: "اے ناسمجھ پرندے کیا پانی کے یہ چند قطرے جو تمہاری چونچ میں ہیں" نمرود کی آگ بجھا سکیں گے؟"

ننھا ابابیل بولا: "مجھے معلوم ہے کہ میری یہ کمزور کوشش اس سلسلے میں کچھ بھی کام نہ دے گی لیکن ایک بات جو مجھے معلوم ہے وہ یہ ہے کہ جب نمرود کی آگ بجھانے والوں کی فہرست بنائی جائے گی تو اس میں میرا نام بھی ضرور شامل کیا جائے گا۔"

ایسے ہی "انسانی نفرتوں کے باطنی الاؤ کو بجھانے" انسانی قلوب کو قریب تر کرنے اور محبتوں کے جہانِ نو تعمیر کرنے اور عشق رسول ﷺ کو امّت مسلمہ کے دلوں میں اجاگر کرنے کیلئے نیز عوام اہلسنت اور علماء اہلسنت کے اتحاد اور تقویت کیلئے اور طلباء اہلسنت کو نصابی کتب کی فراہمی کیلئے مسلک امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کے فروغ کیلئے اور باطل فرقوں کے رد کیلئے۔

مکتبہ گنبد حضرا ء

مکتبہ گنبد حضراء • لاہور • پاکستان کی یہ مخلصانہ اور پُر عزم سعی۔

آیئے اس عظیم جدو جہد میں ہمارے ہمسفر بنیے اور اپنے اس ادارے کو کامیاب ترین بنانے کیلئے ہمارے ساتھ تعاون فرمایئے۔

رابطہ:

سید عاصم شہزاد شاہ صاحب 0300-4305980